ورلڈصوفی فورم، نئی دہلی کی طرف سے

متحدہ قومیت کی تائید وتوثیق

یٰسٓ اختر مصباحی
دارُالقلم، ذاکرنگر، نئی دہلی ۲۵

طائروں پر سحر ہے، صَیّاد کے اقبال کا
اپنی منقاروں سے حلقہ، کس رہے ہیں جال کا

☆☆☆

آنکھ نے دیکھا ہے جو کچھ، لب پہ آسکتا نہیں
محوِ حیرت ہوں، یہ صوفی! کیا سے کیا ہوجائیں گے

''آل انڈیا عُلما ومشائخ بورڈ'' کے تشکیل کردہ ''ورلڈصوفی فورم''، نئی دہلی'' کے زیرِ اہتمام وانصرام، منعقد ہونے والے پروگرام ''انٹرنیشنل صوفی سیمینار وکانفرنس'' (اِفتتاح، بتاریخ ۱۷/مارچ ۲۰۱۶ء ''وِگیان بھون'' نئی دہلی۔ و ۱۸/۱۹/ بمقام ''انڈیا اسلامک کلچر سنٹر، نئی دہلی وکانفرنس، بتاریخ ۲۰/مارچ، بمقام ''رام لیلا میدان''، نئی دہلی) میں، صوفی فورم کا مطبوعہ ''اِعلامیہ'' (بزبانِ اردو وہندی وانگریزی) پڑھ کر سنایا گیا۔ جس میں تحریر ہے کہ:

''آج ۲۰/مارچ ۲۰۱۶ء کو، رام لیلا میدان، دہلی میں ہونے والے، آزاد ہندوستان میں **ہندوستانی مسلمانوں کے، اِس سب سے بڑے عالمی اجتماع میں**، جہاں، دنیا بھر کے تصوف کے نمائندے، موجود ہیں:

''آل انڈیا عُلما ومشائخ بورڈ'' ''ورلڈصوفی فورم' کے بینَر تلے، یہ اعلان کرتا ہے کہ:

(۳) ہم، ہندوستان کی سالمیت کے تحفظ کے لئے:

''متحدہ قومیت'' کی تائید وتوثیق کرتے ہوئے

فرقہ پرستی کی ہر قوت کی مذمت کرتے ہیں۔''

(ص۴ وص۵۔ ''اِعلامیہ''۔ ورلڈصوفی فورم۔ زیرِ اہتمام: آل انڈیا عُلما ومشائخ بورڈ)

(۹) ہم، دنیا کی تمام حکومتوں سے بِالعُموم اور حکومتِ ہند سے بِالخُصوص،

مطالبہ کرتے ہیں کہ:

وہ، **اِحْیَاے تصوف اور فروغِ تصوف** کے لئے ہرممکن تعاون دے۔''

(ص۶۔ ''اِعلامیہ''۔ ''**ورلڈصوفی فورم**'' زیرِ اہتمام ''آل انڈیا عُلما ومشائخ بورڈ'')

تصوف کے انداز، بدلے گئے
نیا راگ ہے، ساز، بدلے گئے

''اِعلامیہ'' میں کُل، پچیس (۲۵) تجاویز ومطالبات ہیں جن میں سے کسی ایک میں بھی صوفیہ نے اپنے آپ سے، کوئی مطالبہ کیا ہے، نہ ہی جماعتِ صوفیہ کے لئے کوئی تجویز پیش کی ہے۔

صرف ایک آخری تجویز (نمبر ۲۵) مسلمانوں سے متعلق ہے کہ وہ:

عورتوں کے ساتھ، حُسنِ سلوک اور ان کے حقوق کی پاس داری کریں۔

باقی ساری تجاویز ومطالبات کا تعلق، اُس حکومت و اِقتدار سے ہے، اور اُس ''حکومتِ وقت'' کے دروازے پر دستک، دی گئی ہے جو، صوفیہ ومشائخِ کرام کے دروازوں پر دستک، دیا کرتی تھی اور ''باریابی'' سے محروم رہا کرتی تھی۔ مثلاً:

بارگاہِ سلطانُ المشائخ، محبوبِ اِلٰہی، حضرت نظام الدین اولیا، بدایونی ثُمَّ دہلوی۔ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ وَ اَرْضَاہُ عَنَّا۔

اور جو، حاصل شدہ موروثی حکومت سے بھی دست بردار ہوجایا کرتے تھے۔ مثلاً:

سلطانُ التَّارِکین، حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی (کچھوچھہ مقدسہ) رَضِیَ اللّٰہُ تعالیٰ عَنْہُ وَ اَرْضَاہُ عَنَّا۔

ببیں تفاوتِ رہ، از کجاست تا بہ کجا

☆☆☆

اگر، نہ ہو تجھے اُلجھن، تو کھول کر کہہ دوں
وجودِ حضرتِ صوفی، نہ روح ہے نہ بدن

اور ستم بالاے ستم، یہ کہ:

روحِ تصوف کو پامال کرتے ہوئے ''**اِحْیَاے تصوف وفروغ تصوف**'' کے نام پر حکومتِ وقت کے سامنے، دستِ سوال، دراز کر کے ''**ورلڈصوفی فورم**'' کی جانب سے:

بہ بانگِ دہل، یہ اعلان بھی کردیا گیا کہ:

ہم، متحدہ قومیت کی تائیدوتوثیق کرتے ہیں۔''

۲۱/مارچ کے اردواخبارات میں بھی کانفرنس کی رپورٹ میں یہی جملہ شائع ہوا کہ:

ہم، متحدہ قومیت کی تائیدوتوثیق کرتے ہیں۔''

متحدہ قومیت کا، یہ نظریہ، فرقہ پرست ومسلم دشمن تنظیم ''آرایس ایس'' کامشہورِ زمانہ نسل پرستانہ نظریہ ہے۔جس کے مطابق، بھارت کی اصلی قوم، ہندو، اورصرف، ہندو ہے۔

''آرایس ایس'' (راشٹریہ سویم سیوک سنگھ) ایک نسل پرست اورانتہاپسند تنظیم ہے جس کی بنیاد، ڈاکٹرکیشو بلی رام ہیڈگوار نے ۱۹۲۵ء میں رکھی۔اوراس کا مقصد، ایک مخصوص نظریۂ متحدہ قومیت کے تحت، ایساہندوراشٹر قائم کرنا ہے جوآرایس ایس سربراہ، شری گولوالکر کے مطابق:

ہندواَستھان میں موجود، سبھی غیرنسلوں کو ہندوتہذیب اورزبان، اختیارکرلینی چاہیے۔

یا۔پھروہ، ملک میں ''ہندوقوم'' کے تابع رہیں۔کسی چیز کا مطالبہ، نہ کریں۔

ان کے ساتھ، کسی خاص برتاؤ کی توبات ہی کیا، انھیں مراعات کا بھی حق نہیں ہونا چاہے۔

ان کے لئے اس کے علاوہ، کوئی دوسراراستہ، ہوناہی نہیں چاہیے۔

آیئے! ہم، غیرملکی قوموں سے اسی طرح نمٹیں، جس طرح، قدیم قومیں، غیرملکی قوموں سے نمٹا کرتی تھیں۔

ہماری نسلی حمیّت، ہمارے دَھرم کی دین ہے۔اور ہماری تہذیب وتمدن، ہمارے دَھرم کی پیداوار ہیں۔

نسلی پاکیزگی کی بقا کے لئے، یہودیوں کا صفایا کرکے، جرمنی نے دنیا کو چونکادیا۔

یہ عمل، نسلی تفاخُر کی علامت اورایک مظہر ہے۔

جرمنی نے، یہ بھی ثابت کردیا کہ:

مختلف نسلوں اورثقافتوں کا آپس میں ضم ہوجانا اورایک قوم بن جانا، ممکن ہے۔

(We: Or our Nationhood Defined, Nagpur 1939)

انتہاپسند ہندولیڈر، ویرساورکر نے جیل کے اندر ''ہندوتوا'' نامی کتاب لکھی۔

جو، شری، گولوالکر کی پسندیدہ اورآئیڈیل کتاب ہے۔شری، گولوالکر لکھتے ہیں:

ہماری سنسکرتی (تہذیب وتمدن) ویدک سنسکرتی ہے۔اور ''راشٹر'' اِن پانچ عناصر کا مجموعہ ہے:

(۱) دَھرم (۲) نَسل (۳) تہذیب (۴) زبان (۵) جغرافیائی حُدود۔

ساورکراور گولوالکر کے نظریات اورکوششوں کا ہدف ''ہندوراشٹر'' کا قیام ہے۔جس کی بنیاد، متحدہ قومیت یعنی ''ہندوقوم'' ہے۔

ہندوستانی قومیت، ہندوقومیت، متحدہ قومیت، یہ سب، ہم معنی اورمترادف الفاظ ہیں۔

جن کا مقصد ہے:

بھارت کے اندر، ایک نَسل، ایک دَھرم، ایک تہذیب، ایک زبان پر مشتمل، ہندوراشٹر کا قیام۔

''ہندوتوا'' کے نظریہ سے جو متفق نہیں، وہ قومی زندگی اورمتحدہ قومیت کا حصہ نہیں۔

مذکورہ پانچ عناصر کواپنا لینے والی قوم ہی، ہندوراشٹراورقومی زندگی کا حصہ، بن سکتی ہے۔ ورنہ، اسے تابع ومحکوم بن کر، رہناپڑے گا۔(شری گولوالکر کے خیالات ونظریات)

ڈاکٹرامبیڈکر نے کہا تھا کہ:

''ہندوتوا'' کی سیاست، لوگوں کوتقسیم کرنا ہے۔اوراس طرح، وہ:

ہندوستان کوتباہ وبربادکررہی ہے۔'' (ڈاکٹرامبیڈکر)

''آرایس ایس'' ورکر، ناتھورام گوڈسے نے جب ۱۹۴۸ء میں گاندھی کاقتل کیاتو:

شری، ولبھ بھائی پٹیل، مرکزی وزیرداخلہ نے آرایس ایس پر پابندی، عائدکردی۔

جس سے آرایس ایس نوازلیڈر گھبراگئے۔

انتہاپسندی اور ہندوراشٹر کے قیام سے دل چسپی رکھنے والے شری، گولوالکر، اور شری، شیاماپرشادمکھرجی نے باہمی تبادلۂ خیال کے بعد، ایک سیاسی ہندوپارٹی بنانے کا فیصلہ کیا۔

جس کے بعد، دہلی میں ہم خیال لوگوں کے ایک اجتماع، منعقدہ ۲۱/اکتوبر ۱۹۵۱ء میں:

''بھارتیہ جن سنگھ'' کا وجود ہوا۔اِس جن سنگھ کا صدر، شری شیاماپرسادمکھرجی کو بنایا گیا۔

یہی بھارتیہ جن سنگھ، ۱۹۸۰ء میں بھارتیہ جنتا پارٹی بن گئی جو آج، مرکزی حکومت پر قابض ہے۔جن سنگھ سے بھاجپا (بھارتیہ جنتا پارٹی) تک، ہرایک کا مقصد، صرف، یہ رہا ہے کہ:

سیاسی طاقت وقوت، حاصل کرکے، لوگوں کو آرایس ایس نظریات کا ہم نوا بنایا جائے اور ''ہندوتوا'' کی ''راشٹریتا'' (متحدہ قومیت) کے مطابق ''ہندوراشٹر'' کے قیام کی راہ، ہموار کی جاتی رہے۔

آرایس ایس کے موجودہ سرابرہ، شری، موہن بھاگوت نے ۳/مارچ (۲۰۱۶ء) کو بیان دیتے ہوئے کہا کہ:

نئ نَسل میں قوم پرستی کا جذبہ، پیدا کرنے کے لئے ''بھارت ماتا کی جے'' کا نعرہ لگانے کی

تربیت، دی جانی چاہیے۔''

قوم پرستی ونسل پرستی کے پرچارک، شری، ویرساورکر، کو اِسی مارچ (۲۰۱۶ء) میں:

کانگریس نے غدار، قرار دیا ہے۔

شرومنی اکالی دل (پنجاب) کے لیڈر، سمرن جیت سنگھ مان نے ایک بیان میں کہا ہے کہ:

''سکھ'' **بھارت ماتا کی جے** کا نعرہ، نہیں لگا سکتے۔ کیوں کہ سکھ مذہب کے ماننے والے کسی طرح بھی خواتین کی پوجا نہیں کرتے۔ بلکہ، ماں کی طرح، ان کی عزت کرتے ہیں۔

''سکھ'' **وندے ماترم** کا گانا بھی نہیں گا سکتے ہیں۔'' (بیانِ سمرن جیت سنگھ مان)

آر ایس ایس نظریہ کے مطابق:

بھارت کی نسل، قوم، تہذیب، زبان، سب کچھ، ایک ہے۔ اور وہ ہے:

ہندی، ہندو، ہندوستان۔

باقی سب کے سب، اس کے اندر، اپنا وجود، ضَم کر کے، یا تابع ومحکوم بن کر، رہنا چاہیں تو **رہ سکتے ہیں۔ ورنہ، اپنی اپنی راہ لیں۔**

اب، اِس نظریۂ متحدہ قومیت کو سرکاری درباری لوگوں کی طرح:

ورلڈ صوفی فورم کی جانب سے تحریری قبول وتسلیم اور تائید وتوثیق کا اعلان کیے جانے کے بعد، اس کے سِوا، اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ:

قُم بِاِذنِ الله کہہ سکتے تھے جو، رخصت ہوئے
خانقاہوں میں مُجاوِر، رہ گئے، یا گورکن

صوفی سیمینار (۱۷/ مارچ بمقام: وِگیان بھون، نئی دہلی) میں اِستقبالِ شری، نریندر مودی کے وقت، تقریباً دو درجن مدعو سامعین وحاضرینِ سیمینار نے ''بھارت ماتا کی جے'' کا نعرہ لگایا

پھر، صوفی کانفرنس (۲۰/ مارچ، بمقام ''رام لیلا میدان''، نئی دہلی) میں ''ورلڈ صوفی فورم'' کا مطبوعہ اِعلامیہ، (بزبانِ اردو، ہندی اور انگریزی) پڑھتے ہوئے متحدہ قومیت کی تائید وتوثیق کردی گئی۔ اور، نہ کسی کا شعور جاگا، نہ کسی کی غیرت، بیدار ہوئی، نہ کسی کے ضمیر نے کچوکے لگائے، نہ کسی نے کچھ جُنبش کی، نہ کسی کے لَب ہلے، **نہ ہی کسی نے زبان کھولی کہ وہ، یہ کہہ سکے کہ:**

اتنا، نہ سر جُھکاؤ کہ دستار، گر پڑے

ایک ٹی وی چینل کو انٹرویو دیتے ہوئے انٹرنیشنل صوفی کانفرنس کے مقررِ خصوصی، پروفیسر،

طاہر القادری، بانیِ مِنہاجُ القرآن، لاہور نے ''**وندے ماترم**'' اور ''**بھارت ماتا کی جے**'' کو **واضح الفاظ میں، صحیح اور درست ٹھہرایا۔**

کچھ دنوں بعد، کیا ''سرسوتی وندنا'' کو بھی صحیح و درست ٹھہراتے ہوئے، **ماتر بھومی، کالی ماتا، گئو ماتا اور گنگا میّا کی جے جے کار ہوگی؟ اور ان کے بھی نعرے لگائے جائیں گے؟**

مَعاذَاللہِ رَبِّ الْعَالَمِین۔

بجھی عشق کی آگ، اندھیر ہے
''تصوف'' نہیں، راکھ کا ڈھیر ہے

صوفی سیمینار میں جب ''**بھارت ماتا کی جے**'' کے نعرے لگ رہے تھے تو کیا:

اسٹیج نشین عُلما ومشائخ میں سے کسی کو بھی اَللہ رَبُّ الْعِزَّۃ وَحْدَہٗ لَا شَرِیکَ لَہٗ نے **یہ توفیق نہیں بخشی کہ وہ، اُٹھ کر، اِس اعلانِ حق کا فریضہ، انجام دے کہ:**

ہم مسلمانوں کے لئے ''**بھارت ماتا کی جے**'' کا نعرہ، کسی طرح بھی قابلِ قبول نہیں۔

رہ گئی بات، حُبُّ الْوطنی اور وطن دوستی کی، تو آئیے ہم سب مل کر بآوازِ بلند، یہ نعرہ لگاتے ہیں کہ:

ہندوستان! زندہ باد۔ ہندوستان! پائندہ باد۔''

اور جب، صوفی کانفرنس میں ''اِعلامیہ'' کے ذریعہ علانیہ:

متحدہ قومیت کی تائید وتوثیق کی جارہی تھی تو کیا:

سیکڑوں اسٹیج نشین عُلما ومشائخ میں سے کسی کے علم وفہم وفکر میں، یہ بات، نہ آئی کہ:

آر ایس ایس کا یہ ایسا بنیادی نظریہ، ہم پر مسلَّط کیا جارہا ہے۔ جس میں خود، ہمارے وجود کی نفی ہے؟

اگر، اسٹیج نشین عُلما ومشائخ میں سے کسی کو بھی اس کا احساس وادراک نہیں ہوا تو، یہ حادثہ:

منصبِ علم ومَشِیخَت وقیادت کی صریح توہین اور قوم ومِلّت کے وقار وعظمت بلکہ اس کے وجود کے ساتھ، **سنگین مذاق ہی نہیں، بلکہ کُھلا ہوا فریب بھی ہے۔**

علمِ بے بصیرت اور عقلِ بے توفیق کے بعض حاملین، یا کچھ فریب خوردگانِ طلسمِ مودی، **اور آر ایس ایس کے بہت سے ایجنٹ، کہہ رہے ہیں کہ:**

مسلمان، اپنے وطن کو ''**مادرِ وطن**'' بلا تکلّف کہتے اور لکھتے ہیں۔ اپنے تعلیمی ادارہ کو فخر سے ''**مادرِ علمی**'' کہتے اور لکھتے ہیں۔ پھر انھیں ''**بھارت ماتا کی جے**'' کہنے میں تکلّف وتذبذُب، اِجتناب واِحتراز اور انکار وعار کیوں ہے؟ اور اس پر شور وہنگامہ اور واویلا، کیوں مچایا جارہا ہے؟

هاں! مسلمان، مادرِ علمی اور مادرِ وطن کہتے اور لکھتے ہیں۔ مَحَلُّ الْوِلَادَة، اور **مَسْقَطُ الرَّأس** بھی کہتے اور لکھتے رہتے ہیں۔ جس میں:

صرف، جذبۂ محبت کی کارفرمائیاں، جلوہ آرائیاں اور ہنگامہ خیزیاں ہوتی ہیں۔

کہیں سے کوئی شائبۂ شرک، نہیں ہوتا۔

کسی غیر اللہ، کسی مخلوق کی پرستش اور پوجا کا، دور دور تک کوئی تصور نہیں ہوتا۔

کہیں سے اور کسی طرح بھی، مسلمانوں کا عقیدۂ توحید، مجروح نہیں ہوتا۔

ان کے عقیدۂ وحدانیت پر، کہیں سے کوئی آنچ نہیں آتی۔

لیکن کروڑوں معبودانِ باطل کے سامنے، صبح و شام، اپنا سر، خَم کرنے اور سجدۂ عبودیت، ادا کرنے والے، اور ''**بھومی پوجَن**'' (زمین کی پوجا) کرنے والے، جب کہتے ہیں کہ:

وَندے ماترم (ماں کی پوجا) **سرسوتی وندنا** (ہندو عقیدہ کے مطابق تعلیم کی دیوی، سرسوتی کی پوجا) **کالی ماتا** (ماں، کالی دیوی) **گنگا مَیّا** (ماں، گنگا) **ماتر بھومی** (ماں، زمین) **بھارت ماتا** (ماں، بھارت) تو وہ، ان کی پوجا اور پرستش کے جذبات سے سرشار ہوتے ہیں۔ ان کی رگ رگ میں پرستش اور پوجا کی لہر، دوڑتی رہتی ہے۔ اور وہ، اِس پوجا کے نشے میں مخمور، ہوتے ہیں۔

کروڑوں غیر ہندو بھی ہندوؤں کے اِس عقیدہ اور حقیقتِ حال سے اچھی طرح، واقف ہیں۔

ایسے کسی تصور و نظریہ و عقیدہ کو، کہیں کا کوئی جاہل ترین مسلمان بھی ایک لمحہ اور ایک آن کے لئے بھی کیسے گوارا کر سکتا ہے؟ **اور کسی قیمت پر، وہ، اسے کیسے برداشت کر سکتا ہے؟**

آر ایس ایس کے ایجنٹ، یا طلسمِ مودی کے گرفتار، یا کچھ فریب خوردگانِ علم و عقل، اپنے ڈوبتے وجود کو سہارا دینے کے لئے، یہ بھی کہنے لگے ہیں کہ:

مادرِ وطن، زندہ باد کے جذبۂ محبت ہی کے ساتھ، بھارت ماتا کی جَے، کہنے میں کیا حرج ہے؟ مشرکین کے عقیدۂ شرک کی مکمل نفی کرتے ہوئے اور اپنے عقیدۂ توحید کا تحفظ کرتے ہوئے کوئی مسلمان، **بھارت ماتا کی جَے**، کہے تو اس میں **کون سی شرعی قباحت ہے؟**

میں کہتا ہوں اور پوری ذِمّہ داری کے ساتھ، کہتا ہوں کہ:

علم و عقل سے پَرے ہے، یہ بات۔ اور اصل بات، کسی لفظ کی نہیں، بلکہ:

اس کے اندر لپٹے ہوئے مشرکانہ عقیدے کی ہے۔

لفظ کا معنیٰ و مفہوم و مُراد، جو کروڑوں مشرکین کے درمیان، کشمیر سے کنیا کماری تک، رائج

و مشہور ہے، اصل مسئلہ، اُس کا ہے۔ اُس کے استعمالِ عام کا ہے۔ اُس کے عُرفِ عام کا ہے۔

یہ بھی واضح رہے کہ: ہَری دُوار (اتر پردیش) بنارس (یوپی) اور لیہہ (جموں و کشمیر) میں ''**بھارت ماتا مندر**'' کے نام سے مندر، موجود ہیں۔ جن میں بھارت ماتا کی پوجا ہوتی ہے۔

اور اگر، کوئی مَسحورِ طلسمِ مودی، استعمالِ عام اور عُرفِ عام کو مکمل نظر انداز کرتے ہوئے منہ زوری کرنے لگے کہ:

لفظِ حرام کا معنیٰ ہے قابلِ حفاظت، محترم۔ جیسے **اَلْمَسْجِدُ الْحَرَام**۔ جو قرآنِ حکیم میں بھی وارِد ہے۔ اسی محترم معنیٰ و مفہوم کا لحاظ کرتے ہوئے:

کسی بھی مقدس چیز اور مقام کی صفت، ''حرام'' ہو سکتی ہے۔

مَیں، کہوں گا کہ: آپ کی یہ بات، ایک حد تک، بالکل صحیح اور درست ہے۔

لیکن! وہ چیز اور مقام تو، مقدس ہو؟

اِطلاعاً، عرض ہے کہ: ایک اور لفظ بھی عرب و عجم میں ہر جگہ، رائج و مشہور ہے۔

جو لفظِ حرام میں، یائے نسبتی کے اضافہ کے ساتھ، **حرامی**، بن جاتا ہے۔

اس لفظِ حرامی کے استعمالِ عام و عُرفِ عام کو نظر انداز کرتے ہوئے **علمِ لغت کا سہارا لے کر** وہی عدیمُ العِلم اور یتیمُ العَقل شخص، کہنے لگے کہ:

لفظِ حرامی کا عُرفی نہیں، بلکہ لُغوی معنیٰ، مراد لے کر (بلکہ کھینچ تان کر) کسی بھی محترم شخص کو حرامی کہا جا سکتا ہے۔ اس میں حرج کیا ہے؟ اور کون سی قباحت، اس کے اندر، شامل ہو جاتی ہے۔؟

جب کہ قائل و متکلّم، صاف و صریح الفاظ میں کہہ رہا ہے کہ:

''میں نے اس کا عُرفی نہیں بلکہ لُغوی معنیٰ، مراد لیا ہے۔ میرے ذہن کے کسی بھی گوشے میں عُرفی معنیٰ کا کوئی شائبہ بھی نہیں ہے۔''

ایسے مخبوطُ الحواس شخص سے کوئی سر پھرا، عام آدمی بھی بلا کسی جھجک کے، یہ کہہ سکتا ہے اور اسے کوئی روک بھی نہیں سکتا کہ:

پھر، اجازت دیجیے کہ آپ کے اِس خیال کو عملی شکل دینے کے لئے، برسرِ عام، آپ کو، حرامی ہی نہیں، بلکہ حرامُ الدَّہر بھی کہا جائے۔ (جس کی مُراد و مفہوم، یہی ہو کہ آپ، محترم۔ بلکہ اپنے زمانے کے محترم و معظّم شخص ہیں) **تو کیا، وہ شخص، کبھی اس کی اجازت، دے سکتا ہے؟**

مسلمان، اپنے وطن سے، اپنے ملک سے محبت کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے۔ اپنے وطن

اور اپنے ملک سے اظہارِ محبت کے لئے ''ہندوستان! زندہ باد، پائندہ باد'' کا نعرہ لگاتے ہیں اور لگاتے رہیں گے۔لیکن کسی بھی مشرکانہ **قول وعمل** کے لئے، نہ کبھی تیار ہوئے ہیں اور نہ کبھی تیار ہو سکتے ہیں۔

آر ایس ایس کا، یہ خیال اور یہ اِصرار کہ:

جس لفظ کا ہم، انتخاب واستعمال کریں، اُسی لفظ سے محبتِ وطن کا اظہار ہوگا اور وہی لفظ، وفاداریِ وطن کی سند، بن سکتا ہے۔کسی دوسرے لفظ سے محبت ووفاداریِ وطن کا اظہار نہیں ہو سکتا۔

ایسا کوئی خیال واِصرار، ہندوستان کے ہر غیر ہندو شہری کے لئے قطعاً، ناقابلِ قبول، بلکہ، ناقابلِ توجہ ہے۔خود کروڑوں جمہوریت پسند اور سیکولر ہندو بھی اِس خیال واصرار سے سخت بےزار اور متنفِّر ہیں۔

اور، یہ آرایس ایس، کیا اور کون ہوتی ہے جو کسی کی محبت ووفاداریِ وطن کا امتحان لے؟

اور، کون، اس سے محبت ووفاداریِ وطن کی سند، مانگ رہا ہے؟

اور، کیا کوئی نعرہ لگانا ہی محبت ووفاداریِ وطن کی دلیل ہے؟

ذہن نشین رہے کہ حُبُّ الْوطنی کی دُہائی دینے والی آرایس ایس نے تحریکِ آزادیِ وطن میں کسی طرح کا کوئی حصہ نہیں لیا اور اس کے ایک نظریہ ساز لیڈر، ویر ساورکر ۱۹۲۳ء میں انگریزوں کی خدمت میں معافی نامہ، پیش کر کے، جیل سے باہر نکلے تھے۔جنھیں:

کانگریس پارٹی نے اِسی ماہ مارچ (۲۰۱۶ء) میں غدار، قرار دیا ہے۔

کوئی مخصوص نعرہ لگانے کا خیال و اِصرار اور مسلمانوں پر اسے تھوپنے کی کوشش، نہ صرف، یہ کہ غیر آئینی وغیر دستوری اور غیر جمہوری ہے، بلکہ آرایس ایس وبھاجپا نواز حلقوں کی سراسر، جارحیت ودہشت گردی ہے۔جسے صرف مسلمان نہیں، بلکہ:

ہندوستان کے دیگر کروڑوں باشندے بھی برداشت نہیں کر سکتے ہیں۔

واضح رہے کہ: **پارلیمنٹ وسپریم کورٹ نے بھی اپنے کسی شہری کے لئے کسی مخصوص لفظ اور نعرہ کا پابند نہیں بنایا ہے۔بلکہ ہر ایک کو، اس کی صواب دید اور اس کی مرضی پر چھوڑ دیا گیا ہے۔**

آخر میں، ببانگِ دہل، ہم، اپنے اِس موقف کا اظہار واعلان کر رہے ہیں کہ:

اپنے عقیدہ ونظریہ کے خلاف، کوئی باشعور وباغیرت مسلمان، کبھی کوئی نعرہ نہیں لگا سکتا۔

ہندوستان! زندہ باد.....ہندوستان! پائندہ باد

☆☆☆

یا اِلٰہی! یہ ماجرا کیا ہے؟

متحدہ قومیت، وَندے ماترم اور بھارت ماتا کی جَے

آر، ایس، ایس کے بنیادی نظریات کی ہم نوَائی

کیا اب بھی اِس حقیقت کے اعتراف میں کسی تذبذُب اور شک وشُبہ کی کوئی گنجائش، باقی رہ جاتی ہے کہ:

یہ زباں کسی نے خرید لی، یہ قلم کسی کا غلام ہے

زباں سے کہہ بھی دیا، لَا اِلٰـــہ تو کیا حاصل؟
دل و نگاہ ،مسلماں نہیں، تو کچھ بھی نہیں

☆☆☆

یٰسٓ اختر مصباحی
دارُالقلم، قادری مسجد روڈ
ذاکر نگر، نئی دہلی ۱۱۰۰۲۵
09350902937

مؤرخہ
۱۶/ر جمادیٰ الآخرہ ۱۴۳۷ء
۲۶/مارچ ۲۰۱۶ء
بروز شنبہ